تین سواڑ تیسویں یومِ وفات کے موقع پر **جان بنین** کے مختصر حالاتِ زندگی کی اِشاعت

ایمان، صبر اور قلم کا مجاہد

جان بنین (1628-1688)

پیشکش: تھیولوجیکل ریسرچ سینٹر وہاڑی

جان بنین کے مختصر حالات

بچپن

جان بنین نومبر 1628ء میں انگلینڈ کے شہر بیڈ فورڈ سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ایل سٹو نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ تھا مسن بنین پیتل کے برتن بنانے کا کام کرتا تھا۔ جان کو چھوٹی عمر میں ہی مکتب سے اٹھالیا گیا تا کہ دکان کے کام میں باپ کی مدد کرے۔

اس نامور مصنف نے بچپن ہی سے بائبل کی تعلیم پائی جس کا اُس پر خوب اثر ہوا اور تیز فکر ہونے کے باعث اُسے گناہ کی پہچان بھی جلد ہی حاصل ہو گئی۔ 10،9 سال کی عمر میں ہی وہ روزِ عدالت کے خوف سے دن رات پریشان رہتا تھا۔ لیکن سولہ سال کی عمر تک اُس کے ذہن سے ان باتوں کا خیال جاتا رہا اور اُس نے آوارہ اور بد معاش لڑکوں کی صحبت اختیار کر لی۔

اسی عرصے میں اُس کی ماں کا انتقال ہو گیا اور دو مہینے کے اندر اندر اُس کے باپ نے دوسری شادی کر لی۔ اس پر جان گھر سے نکل گیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا۔

1646ء میں وہ دوبارہ اپنے گاؤں ایل سٹو میں آ گیا اور اپنے باپ کا پیشہ اختیار کر لیا۔ یہاں اس نے پہلی شادی کی۔ اُس کی بیوی بڑی دیندار، متقی، حلیم اور وفادار خاتون تھی۔ وہ اپنے ساتھ بطور جہیز یہ کتابیں لائی: ''بہشت میں پہنچنے کا طریق'' اور ''عملِ دینداری''۔ بنین اپنی بیوی کے ہمراہ ان کتابوں کو پڑھا کرتا تھا۔ ان سے اُس پر بہت اثر ہوا تاہم اُس نے اپنے آوارہ ساتھیوں کی سنگت نہ چھوڑی۔ اب اُس نے چرچ جانا تو شروع کر دیا لیکن اتوار کے روز کھیلنا کودنا نہ چھوڑا۔ ایک اتوار کی صبح وعظ کا اُس پر بڑا اثر ہوا لیکن دوپہر کو وعظ بالکل بھلا کر وہ اپنی چہیتی کھیل میں پھر مشغول ہو گیا۔ کھیلتے کھیلتے اُسے آسمان سے ایک آواز آتی سنائی دی ''کیا تُو اپنے گناہوں کو چھوڑ کر آسمان میں جانا چاہتا ہے یا اپنے گناہوں کے ساتھ ہوتے ہوئے دوزخ میں پڑے گا؟'' اوپر نظر اٹھانے پر اُسے کچھ ایسا دکھائی دیا کہ یسوع مسیح اُس سے ناراض کھڑا معلوم ہوتا ہے۔ اِس سے بھی اُس پر کوئی دیرپا اثر نہ ہوا۔ اُس کے دل میں اس خیال نے جگہ پکڑ لی کہ ''نجات کے لئے اب دیر ہو چکی ہے۔ چلو گناہ ہی میں قائم رہو۔ میں تو ہلاک ہو چکا، اور اگر تھوڑے گناہوں سے بھی انسان ہلاکت میں پڑتا ہے تو پھر جی بھر کر کیوں نہ کرے؟ ہلاک تو ہونا ہی ہے۔''

اس خوفناک ارادے پر بنین تقریباً ایک مہینہ قائم رہا لیکن ایل سٹو کی ایک بازاری عورت کی اس طعن و تشنیع سے اُس کا دل پھر چھد گیا۔ اُس نے کہا تھا ''میں نے اپنی ساری عمر ایسا بے دین اور بد زبان لڑکا کبھی نہیں دیکھا اور سارے شہر کے لڑکوں کو خراب کرنے کے لئے بنین اکیلا ہی کافی

ہے۔'' ایک ایسی بے دین اور بد چلن عورت کے طعنوں سے بنین نہایت ہی شرمسار ہوا، اور اُس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ ''کاش مجھے پھر زندگی نصیب ہو۔ میرا گزرا بچپنے کا زمانہ پھر ہاتھ آئے اور میرا باپ پھر مجھے بد زبانی سیکھنے نہ دے۔ کیا اب میرے سدھرنے کی کوئی اُمید نہیں اور کوشش کرنا فضول ہے؟ خیر جو ہو سو ہو کوشش تو کروں گا۔'' اسی دن سے اُس نے یہ بد عادت چھوڑ دی اور اپنے تئیں سدھارنے کی مزید کوشش کرنے لگا۔ اُس نے اپنی ترک شدہ بائبل کو اٹھا کر پھر پڑھنا شروع کیا اور دس احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرنے لگا اور یوں اپنے خیال میں خدا کو خوش کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اُس نے سب بد عادتیں چھوڑ دیں یہاں تک کہ اُس کی نئی چال سے گاؤں کے سب لوگ تعجب کرنے لگے۔

اُس کا مسیحی ہونا

کچھ دیر تک بنین کی حالت یہی رہی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اُس نے چند غریب ایمان دار عورتوں کو دھوپ میں بیٹھے دینی باتوں پر بحث کرتے دیکھا اور اُن کی باتیں سننے کو پاس جا کھڑا ہوا۔ ہوتے ہوتے اُن غریب لوگوں کے ہاں وہ بہت آنے جانے لگا۔ اُس کی اپنی کمزوریاں روز بروز اُس پر ظاہر ہوتی گئیں اور وہ روشنی کی تلاش میں لگا رہا۔ اُس نے بائبل کو نئے شوق سے پڑھنا شروع کیا۔ پولس رسول کے خطوط سے اُسے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی اور آخر کار اپنے اور اُن حقیقی مسیحیوں کے درمیان اُسے ایسا فرق معلوم ہوا کہ اُس سے اُس کے دماغ میں ایک ایسا نقشہ بندھ گیا جو بعد میں ''مسیحی کا سفر'' کی صورت میں دنیا پر ظاہر ہوا۔

اُس کے باطن میں ایک جنگ جاری تھی۔ انجیل کے وعدوں سے بنین کے دل کو بہت تسلی ہوتی تھی، لیکن پھر بھی کبھی کبھار اُس کے دل میں یہ سوال اٹھتا تھا کہ کیا یہ وعدے میرے لئے ہیں؟ اس سوال سے وہ اکثر پریشان رہتا تھا کہ کیا میں برگزیدوں میں سے ہوں؟ پھر خود انجیل کی نسبت اُس کے دل میں شک پیدا ہونے لگے کہ ''بھلا میرے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ سب وہم اور دھوکا نہیں؟ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ خدا کے وعدوں کو مانو۔ اس سے مجھے ایسے ہی کچھ فائدہ نہیں ہوتا جیسے اگر وہ کہیں کہ سورج کو اپنی انگلی سے چھو لو۔'' کبھی کبھی تو اُس کے دل میں امید اپنا پرتو دکھاتی تھی اور اُسے کچھ تسلی ہو جاتی تھی۔ ایسے موقعوں پر وہ کہا کرتا تھا کہ ''چالیس برس تک میں اس بات کو نہ بھولوں گا۔'' لیکن چالیس روز کے اندر اندر پھر وہی شک اُس کے دل میں ہونے لگتے۔ بعض اوقات تو وہ نہایت ہی پریشان ہو جاتا اور حیوانوں پر رشک کھا کر کہتا تھا کہ ''کاش میں کتا یا گھوڑا پیدا ہوا ہوتا تاکہ میری روح گناہ کے بوجھ سے ہلاک نہ ہوتی۔'' قسم قسم کی آزمائشیں اُس پر آتی تھیں اور کسی وقت یہ دیوانگی چڑھ آتی کہ روح القدس کی تکفیر کرے یا مسیح کو بیچ ڈالے۔ ایک دن تو سخت پریشانی کی حالت میں وہ بول اٹھا ''مسیح مجھ سے جاتا ہے تو اسے جانے دو۔'' وہ بالکل مایوس ہو بیٹھا۔ شیطان سے اُس کا مقابلہ تھا۔ آزمانے والا اُس کے دل میں کچھ ایسے خیال ڈالتا تھا کہ ''تمہارے دل میں رحمت پانے کی آتشِ شوق بے شک شعلہ انگیز ہو رہی ہے۔ لیکن دیکھنا میں اُس کو کیسے سرد کرتا ہوں۔'' جب بنین ایسے وعدوں پر دل لگاتا کہ ''جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا'' (یوحنا 6: 37) تو شیطان اُس کے دل میں یہ خیال ڈالتا کہ ''مسیح کا یہ وعدہ تیرے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ اور گنہگاروں سے ہے جو تجھ سے بدکردار نہیں''۔ لیکن بنین اُس کو یوں جواب

دیتا''اے شیطان اس وعدے سے کوئی مستثنیٰ نہیں بلکہ کیسا ہی گنہگار مسیح کے پاس کیوں نہ آئے قبول کیا جائے گا۔'' ''اگر شیطان سے میرا مقابلہ کسی وعدے کی نسبت ہوا تو وہ مسیح کے اسی وعدے کے لئے تھا۔اسی پر میری شیطان سے برابر تکرار رہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہو کہ میں نے اُس پر فتح پائی۔''

''ایک دن میں کھیتوں میں سے گزر رہا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میری راست بازی آسمان میں ہے اور اس کے ساتھ ہی مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں اپنی باطنی نظر سے یسوع مسیح کو خدا کے دہنے ہاتھ کھڑے دیکھتا ہوں کیونکہ وہاں میری راست بازی ہے۔ میری زنجیریں میرے پاؤں سے گر گئیں۔ میں نے اپنی مصیبتوں اور ہتھکڑیوں سے رہائی پائی اور میری آزمائشیں بھی دُور ہو گئیں۔اب میں خدا کے فضل اور اُس کی محبت کے اظہار پر خوشی کرتا گھر کو پھرا۔ کچھ مدت تک مسیح کے وسیلے خدا کا اطمینان مجھے حاصل رہا۔ یسوع یسوع سوائے یسوع کے مجھے کوئی اور سوجھتا نہ تھا۔ میں نے مسیح کے خون یا اُس کے دفن ہونے اور اُس کے جی اٹھنے پر نظر نہ کی بلکہ میری نظر خود مسیح پر لگی تھی۔اُس کو سرفراز دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔اُس کی برکتوں کی قدر اب مجھے معلوم ہوئی کہ اپنے آپ سے نظر اٹھا کر صرف اُسی کی طرف دیکھتا ہوں۔''

کلیسیا کی شراکت

بنین اب کلیسیا کے دین داروں میں شریک تھا تاہم اُس کی اندرونی کشمکش کا زمانہ ابھی ختم نہ ہوا تھا۔اُس نے انجیل کی تعلیم اپنے دانش مند پاسٹر جان گفرڈ سے پائی۔اسی بزرگ کے ہاتھوں بنین نے 1653ء میں بپتسمہ پایا تھا۔

اگلے دو برس کا زمانہ بنین کی زندگی میں بڑا با امن اور پُر اطمینان تھا۔ وہ ابھی تک ایل سٹو میں مقیم تھا اور دو لڑکیوں کا باپ تھا۔ وہ کلیسیا کی ممبری کی بڑی قدر کرتا اور کلیسیا سے متعلق اپنے فرائض کو بڑی جاں فشانی سے سرانجام دیتا تھا۔اس خوش نصیب کلیسیا کا پاسٹر گفرڈ بڑا دانش مند، وسیع خیال، اپنے ارادوں کا مضبوط اور بڑا ہمدرد شخص تھا، اور بنین کو ٹھیک ایسے ہی پاسٹر کی ضرورت تھی۔

وعظ اور تصنیف

1655ء میں بنین اپنے کاروبار کی خاطر شہر بیڈفورڈ میں چلا آیا۔اُس کا باپ ابھی تک زندہ تھا۔ کلیسیا کے کام میں وہ اب اور بھی زیادہ دلچسپی لینے لگا، اور اُس کے بیڈفورڈ میں رہائش اختیار کرنے پر کلیسیا نے درخواست کی کہ ان کی مجالس میں وعظ و تلقین کیا کرے۔ شروع شروع میں تو اُسے کچھ تامل تھا لیکن پھر ڈرتے ڈرتے اُس نے اپنی رضامندی سے مان لیا۔لوگ اُس کی قابلیت کے فوراً معترف ہو گئے۔ان سادہ مزاج سامعین پر اُس کا بہت اثر ہونے لگا اور بہتوں نے اُس کے وعظ سے تسلی و دلی اطمینان پایا اور خدا کے اس بندے کے لئے ''رحمتوں کے باپ'' کے شکر گزار ہوئے۔ جلد ہی بنین دیگر منادوں کے ہمراہ دیہات میں جا کر منادی کرنے لگا۔ گرد و نواح کے مقامات سے ہزاروں لوگ اس جوان ٹھٹھیرے کی سننے آیا کرتے تھے۔ کچھ عرصے بعد

بیڈفورڈ کی کلیسیا نے ان دنوں کے رواج کے مطابق دُعا اور روزے کے بعد بنین کو کلام کی خدمت کے لئے الگ کیا تاکہ وہ نہ صرف صاحبِ ایمان مسیحیوں کے درمیان کام کرے بلکہ اُن لوگوں کو بھی انجیل کی خوشخبری سنائے جو ابھی تک بے دینی کی تاریکی میں تھے۔

منادی شروع کرنے کے بعد بنین نے تصنیف وتالیف میں طبع آزمائی شروع کی۔ان دنوں کے ایک مشہور مصنف اور واعظ جارج فاکس سے بعض فروعی باتوں پر اُس کی بڑی بڑی بحثیں ہوئیں اور جواب در جواب بنین نے دو ایک رسالے بھی لکھے۔

بیڈفورڈ میں پہلے پانچ برس بنین تحریر و تقریر میں بہت مصروف رہا۔اُس کے کام میں بھی بڑی ترقی ہوئی، لیکن یہ زمانہ تکلیفوں سے خالی نہ رہا۔اُس کی صحت بگڑ گئی۔ٹی۔بی کے آثار ظاہر ہوئے اور روحانی پستی کے دن بھی بہت آئے اُس نے اپنے آپ کو موت کے سائے کی وادی میں پایا، لیکن رفتہ رفتہ سورج طلوع ہوا اور مسیح نے کہا کہ ''خداوند نے موت کے سائے کو صبح سے بدل دیا ہے'' اُس کے خاندان پر ایک بڑی مصیبت آئی۔اُس کی عزیز و غم گسار بیوی ''رحمت'' انتقال کر گئی۔اُس کی بڑی بیٹی مریم جو اس وقت 7 برس کی تھی اندھی ہو گئی۔

چار بچوں کی اکیلے پرورش کرنا کوئی سہل کام نہ تھا۔ وہ اکثر غمگیں رہتا تھا لیکن ایسے غم وافکار کا ذکر وہ بہت ہی کم کرتا تھا۔اُس کی تمام توجہ اپنے کام کی آزمائشوں اور مشکلوں پر لگی تھی۔انجیل کا ایسا کون خادم ہے جو بنین کی ان مصیبتوں کے بیان پر ہمدردی کے آنسو نہ بہائے!

''اس کام میں بھی جیسے اور کاموں میں طرح طرح کی آزمائشیں مجھ پر آتی تھیں بعض اوقات میں بالکل دل چھوڑ بیٹھتا اور سمجھتا تھا کہ کسی کی بہتری و ترقی کے لئے ایک لفظ بھی کہہ نہ سکوں گا۔یہاں تک کہ کبھی کبھی مجھے شک گزرتا کہ لوگوں کو کہیں نادانی اور جہالت کی باتیں تو نہیں سنا رہا۔کسی وقت تو میرا جسم اتنا کمزور پڑ جاتا تھا کہ میں منادی کو بھی بمشکل جا سکتا تھا۔''

''اور تو اور منادی کرتے وقت بھی کفر آمیز خیال میرا پیچھا نہ چھوڑتے۔میرے لئے یہ سخت آزمائش تھی۔ کبھی کبھی بڑی خوبی اور وضاحت سے کلام سناتے سناتے رک جاتا اور بیان ختم کرنے سے پیشتر دماغ پر تاریکی سی آجاتی اور یاد نہیں رہتا تھا کہ کیا بول رہا ہوں۔''

''اور پھر جب کبھی کلامِ اللہ کے کسی ایسے حصے کی منادی کرتا جس سے ہمارے دلوں کی خوب جانچ پرکھ ہوتی ہو تو شیطان میرے دل میں کچھ ایسے خیال ڈال دیتا؛ بھلا تم اس کی منادی کیا کرو گے؟ یہ تو تم ہی کو مجرم ٹھہراتا ہے۔تمہاری اپنی زندگی اُس کے الزام سے بَری نہیں۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایسے مسائل کی بالکل منادی نہ کرو، اور اگر منادی کرتے بھی ہو تو اپنی بریت کے لئے راہ رکھ لو تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کو بیدار کرتے کرتے تم خود اپنی جان کو ملزم ٹھہراؤ۔''

ایسی تمام آزمائشوں پر اُس نے غالب آنے کی توفیق پائی اور جب کبھی اُس نے خود کو قلعہ شک میں قید پایا تو وعدہ نامی چابی سے قید خانے کے تمام تالے کھولے گئے اور اُس نے وہاں سے رہائی پائی۔

1659ء میں اُس نے الزبتھ نام ایک عورت سے نکاح کیا۔ ''مسیحی کا سفر'' میں جس مسیحن کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہی خاتون ہے۔ اُس نے اپنے سوتیلے بچوں کی بڑی محبت و جاں فشانی سے تعلیم و تربیت کی اور غم و افکار میں اپنے خاوند کی مشیر و غم گسار رہی۔

ایذا رسانی

انگلستان کی تاریخ پڑھنے والوں کو یاد ہو گا کہ بغاوتِ اعظم کے بعد 1660ء میں شاہ چارلس ثانی بحال کیا گیا تھا۔ کلیسیائے انگلستان سے تعلق نہ رکھنے والے مسیحیوں کے خلاف جو قانون وضع کئے گئے تھے اب اُن پر پھر عملدرآمد شروع ہوا، اور پہلے پہل جان بنین ہی اُن کا نشانہ بنا۔ ملکہ الزبتھ کی حکومت کے پینتیسویں سال ایک قانون نافذ ہوا کہ جو لوگ اتوار کے روز اپنے اپنے علاقے کے گرجا میں حاضر نہ ہوں اُن کو سزائے قید دی جائے اور اگر تین مہینے کے بعد حاضر ہونے سے پھر انکار کریں تو جلاوطن کئے جائیں، اور اگر شاہی اجازت کے بغیر جلاوطنی سے واپس آئیں تو اُن کو پھانسی دی جائے۔ بنین کے دشمنوں نے اس قانون کا حوالہ دے کر اُس کو ایذا پہنچانے کی کوشش کی۔ بپٹسٹ کلیسیا کا گرجا ضبط کیا گیا۔ ان دنوں اس کلیسیا کا کوئی پاسٹر نہ تھا اور بنین نے یہ مبارک خدمت اپنے ذمے اٹھائی۔

12 نومبر کے دن بیڈفورڈ سے 13 میل جنوب کی طرف سیم سل نامی ایک گاؤں میں اُسے ایک عبادت کرانے کے لئے کہا گیا۔ اُس کے دوستوں نے اُس کو پہلے سے خبر دے دی کہ تمہاری گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہیں۔ اُس کے جس دوست کے ہاں عبادت ہونے کو تھی، اُس نے بھی اُس کو بہت سمجھایا کہ آج کسی قسم کی کوئی عبادت منعقد نہ کرو اور اپنی جان سلامت لے کر بھاگ جاؤ۔ لیکن اس جوشیلے جوان نے ایک نہ سنی۔

وقتِ مقررہ پر عبادت شروع ہوئی۔ بنین نے جماعت کو ہمت دلانے کے لئے ابھی چند الفاظ ہی کہے تھے کہ پولیس کا ایک افسر وارنٹ لے کر آموجود ہوا، اور اُس کو فوراً گرفتار کر کے دوسرے دن مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر دیا۔ لنگٹن کا چھوٹا پادری اُس کے خلاف مقدمے کی پیروی کو آیا۔ دیر تک گواہوں کی جرح ہوتی رہی اور سات ہفتے کے بعد اُس کو سزا کا حکم ان الفاظ میں سنایا گیا: ''تین مہینے تک ملزم قید میں رکھا جائے اور اگر اس عرصے کے گزرنے پر منادی چھوڑنے اور الٰہی عبادت میں شریک ہونے سے انکار کرے تو جلاوطن کیا جائے اور پھر اگر شاہی اجازت کے بغیر اس ملک میں واپس آئے تو پھانسی دیا جائے۔''

دنیا نے اُس شخص کی جو خدا کی طرف سے ایک اعلیٰ درجے کا استاد اور مردِ دانش مقرر ہوا تھا یہ قدر کی!

قید

تین مہینے تک بنین قید میں رہا اور اس عرصے کے گزرنے پر جج سوچنے لگے کہ کیا کریں۔ اُسے بہت ''سمجھایا'' گیا لیکن یہ جواں مرد اپنی بات پر قائم رہا۔

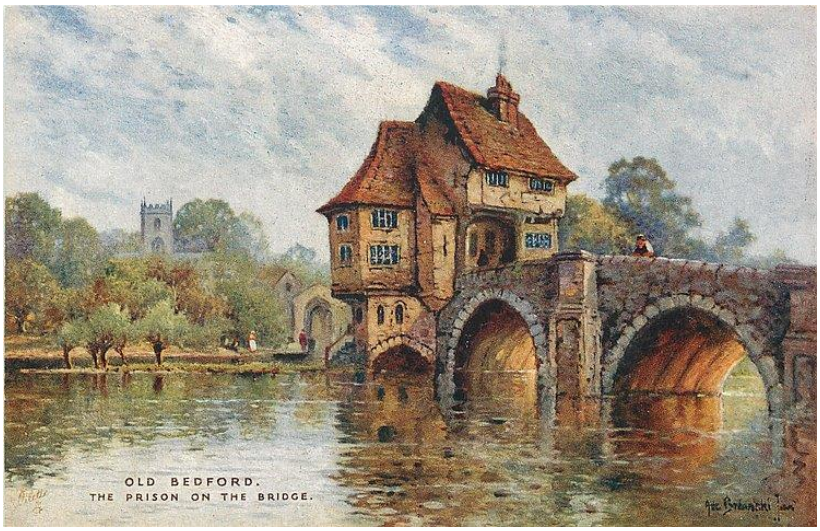

(بیڈ فورڈ کا قید خانہ جس میں بنین کو رکھا گیا)

23 اپریل 1661ء کو بادشاہ کی تخت نشینی کی تقریب کے موقعے پر ہزاروں قیدی چھوڑ دیئے گئے اور بنین کے لئے یہ اچھا موقع تھا لیکن قانوناً یہ ضرور تھا کہ قیدی اپنی معافی کی درخواست کریں۔ معافی کی یہ درخواست اس امر کی مظہر تھی کہ ہمیں اپنی پہلی خطا پر افسوس ہے اور پھر اس کے مرتکب نہ ہوں گے۔ تاہم بنین اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا۔ وہ اپنی پہلی بات پر قائم رہا کہ عدالت کا فیصلہ بے ضابطہ اور خلافِ قانون ہے اور درخواست کی کہ میرے مقدمے کی سماعت باضابطہ ہو۔

ماہِ اگست میں عدالت کا اجلاس پھر ہونے والا تھا۔ بنین نے اپنی بیوی الزبتھ کو عرضی دی کہ شہر لندن میں جا کر وکلا سے مشورہ کرے۔ اس جواں ہمت خاتون نے پارلیمنٹ کے چند ممبروں کی ہمدردی بھی حاصل کی۔ پہلے تو عدالت کے جج مسز بنین کے ساتھ شفقت سے پیش آئے۔ آخر اس کی عرضی پڑھ کر اسے عدالت سے نکلوا دیا، مگر یہ دلیر مسیحی خاتون ''مسیحن'' دو ایک ممتاز اصحاب کی مدد سے پھر عدالت میں آئی۔ ماتحت عدالت کے ایک جج نے بڑا زور دیا کہ بنین کا مقدمہ باضابطہ ہوا تھا۔ آخر کار عدالت نے فیصلہ کیا کہ بنین یا تو بادشاہ سے معافی کی درخواست کرے یا اس امر کی عرضی دے کہ ماتحت عدالت نے بے ضابطگی کی ہے۔ غرضیکہ معاملہ یہیں کا یہیں رہا۔ الزبتھ بنین کی جو گفتگو عدالت کے ججوں سے ہوئی وہ خالی از دلچسپی نہیں۔ دورانِ جرح ججوں نے پوچھا ''کیا تمہارا خاوند راضی ہے کہ منادی کرنا چھوڑ دے؟ تو پھر اُسے یہاں بلا بھیجو۔'' اس پر اُس دلیر عورت نے جواب دیا ''جنابِ عالی! جب تک اُن کے منہ میں زبان ہے وہ منادی کرنا نہ چھوڑیں گے۔'' کمرۂ عدالت میں داخل ہوتے وقت میں کانپ رہی تھی، لیکن آنے سے پہلے میرے آنسو ضبط نہ ہوئے۔ مجھے رونا اس لئے نہ آیا کہ میرے عزیز خاوند پر یہ کیسا ظلم کر رہے ہیں، بلکہ اس خیال سے میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ خداوند کے آنے پر یہ ستم گر کیا جواب دیں گے؟''

عدالت کے اگلے اجلاس (1662ء) تک بنین کو قید میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ جیل کے داروغے کی اجازت سے وہ کبھی کبھی اپنے دوستوں سے مل آتا تھا اور دیہات میں جا کر عبادت بھی کراتا تھا۔ ماہِ دسمبر اور اکتوبر 1661ء میں وہ بیڈفورڈ کے گرجا میں بھی آتا رہا اور ایک دفعہ لندن کے مسیحیوں سے بھی ملنے گیا۔ عملی طور پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ضمانت پر رہا اور مقدمے کی سماعت کا منتظر ہے، لیکن اُس کو پھر مایوسی ہوئی۔ اُس کا مقدمہ فہرست میں درج کیا گیا تھا۔ لیکن اُس کے مخالفوں کے کہنے سے کاٹ دیا گیا۔ اور جیل کے داروغے سے جواب طلب کیا گیا کہ اس قیدی کو اتنی آزادی کیوں دے رکھی ہے؟ بنین کو اب قید بامشقت میں رکھنے کا حکم ہوا اور اُس کو دروازے سے جھانکنے تک کی اجازت نہ تھی۔

ایسی حالت میں بڑے سے بڑے جواں مرد بھی دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اُس کے مقدمے کی سماعت ہونے میں نہ آتی تھی۔ اُس کا کاروبار تباہ ہو چکا تھا۔ اس کی بیوی اور اندھی لڑکی اور تین چھوٹے بچے بے روزگار اور دوستوں کی خیرات کے محتاج رہ گئے تھے اور وہ اپنی عزیز از جان خدمت کی بجا آوری سے بھی معذور تھا۔ اس سے اور زیادہ بدبختی کیا ہو سکتی ہے؟ سچ ہے کہ اُس کی یہ تمام مصیبتیں اِس ایک اقرار سے دُور ہو سکتی تھیں کہ میں پھر یسوع کے نام سے منادی نہ کروں گا۔ لیکن اُسے منظور تھا کہ اپنا سب کچھ کھو دے اور موت تک برداشت کرے لیکن اپنے خداوند کی خوشخبری سنانے سے زبان کا بند رکھنا اُس کو گوارا نہ تھا۔ پہلے تو اُسے ڈر ہوا کہ ایک نہ ایک دن پھانسی دیا جاؤں گا۔ اس خیال سے اُس کو اپنی جان کی فکر تو نہ ہوئی مگر اس بات کا ڈر پیدا ہونے لگا کہ میں پھانسی کو دیکھ کر نہ کانپ اُٹھوں اور یوں اپنے اور اپنے ہم پیشہ لوگوں پر بدنامی لاؤں۔ لیکن ایسی فکر و سوچ کے لئے بہت وقت نہ تھا۔ اُس نے اپنی روزی کی خاطر رسیاں بنانا شروع کیں اور فارغ وقت میں وہ لکھنے اور کتابوں کے مطالعہ میں لگا رہا۔ اُس کی تصانیف میں اعلیٰ درجے کی جدتِ طبع کا نشان ملتا ہے۔ اُس کی زندگی کا یہ عرصہ جو قید میں گزرا دنیا کو ہمیشہ تک یاد رہے گا۔ ''اس دنیا کے بیابان میں پھرتے پھرتے میں ایک جگہ پہنچا جہاں ایک غار تھی۔ اُس کے اندر لیٹ کر سو گیا اور ایک خواب دیکھا''۔

بنین 1660ء سے 1672ء تک بارہ برس قید میں رہا۔ گرفتاری کے وقت وہ 32 برس کا تھا اور 44 برس کی عمر میں قید سے رہا ہوا۔ 1666ء میں چند اصحاب کی سفارش سے رہا ہوا تھا، لیکن تھوڑی دیر بعد ایک عبادت کرانے کے جرم میں پھر گرفتار کیا گیا اور شاہ چارلس کے اعلانِ آزادی کے مشتہر ہونے تک قید رہا۔

قید میں اُس کی تصنیف کردہ کتب

1666ء تک اُس نے آٹھ کتابیں لکھیں۔ ان میں سے 3 نظم میں ہیں۔ مراقبات، دُعا، قیامت اور مقدس شہر پر بھی رسالے لکھے اور فضلِ بافراط نامی ایک کتاب میں جو 1666ء میں لکھی گئی اُس نے اپنے مشاہدات اور تجربات قلم بند کئے ہیں۔

(قید خانے میں بنین لکھنے میں مصروف)

اپنی قید کے دوسرے حصے یعنی 1666ء سے 1672ء تک اُس نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ ''مسیحی کا سفر'' اسی زمانے کا لکھا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں میں اُس سے پھر نرمی کی گئی اور گاہے گاہے اُس کو دوستوں سے ملنے کی اجازت ملتی تھی۔ بیڈ فورڈ کے گرجا میں وہ اکثر جایا کرتا تھا اور رہا ہونے سے پہلے اِس چھوٹی جماعت کا پاسبان مقرر ہوا تھا۔ 21 جنوری 1671 کے دن وہ اس عہدے پر مقرر ہوا اور 9 مئی کو منادی کرنے کی اجازت ملی اور 3 ستمبر کو اُس نے مہری معافی پائی۔

آزاد ہونے پر اُس نے اعتراف کیا کہ ''بے شک میری قید کا زمانہ میرے آئندہ کام کی تیاری ہے'' اور اُس کی پہلی اور پچھلی تحریروں میں بہت فرق کی شاید یہی وجہ ہے۔

آخری ایام

بنین کی زندگی کے آخری چار سالوں میں کوئی خاص واقعہ پیش نہ آیا۔ اس عرصے میں وہ اپنی جماعت کا پاسبان رہا اور اِدھر اُدھر دیہات میں منادی کرتا رہا۔ وہ ہر سال شہر لندن کو جاتا جہاں ایک بڑا ہجوم اس کا وعظ سننے کو جمع ہوتا جاتا۔ دور و نزدیک سے لوگ اس سے صلاح لینے آتے اور مشکلات کے وقت خادم الدین اور کلیسائیں اس سے مشورہ لیتی تھیں۔ عام لوگوں میں وہ بشپ بنین کے نام سے مشہور تھا۔ بڑے بڑے اعلیٰ عہدے اُسے پیش کیے گئے لیکن اس نے اپنا وطن چھوڑنا پسند نہ کیا، جہاں ہر صبح و شام آتے جاتے قید خانے کی دیواریں اسے یاد دلاتی تھیں کہ کیوں کر اس نے یہاں فرشتوں سے باتیں کیں اور آسمانی کی دید پائی۔ اس کی خاندانی زندگی بڑی پُرامن اور خوش گوار تھی۔ اس کی اندھی لڑکی مریم اس کی قید کے آخری دنوں میں اپنے آسمانی مکان میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن اس کی بیوی الزبتھ ابھی تک اس کی رفیق اور غم گسار تھی اور اس کے تین بچے جو اس کی پہلی بیوی

رحمت سے پیدا ہوئے اب بڑے ہو گئے تھے اور دینداری میں ترقی کر رہے تھے۔ لندن کے ایک سوداگر نے اس کے بیٹے کو اپنے کارخانے میں جگہ دی، لیکن بنین نے انکار کیا کہ خدا نے مجھے اپنے خاندان کو مادی ترقی دینے کے لئے نہیں بلکہ انجیل کی منادی کرنے کو بھیجا ہے۔ وہ کبھی بھی صاحبِ دولت نہ ہوا، تاہم اس کی گزران اچھی ہوتی رہی اور اس کی صحت بھی اچھی رہی۔ وہ اپنے کام سے بہت خوش اور مطمئن تھا کہ اس کا نیک اثر اپنے ملک میں دور دور پھیل رہا ہے اور امریکہ تک اس کی کتابوں کی اشاعت ہو گئی ہے۔ اس نے اپنے یہ آخری برس بیولا کی سرزمین میں بسر کئے۔ اس عرصہ میں اس نے چند اور کتابیں لکھیں۔ اس کے ایک دوست نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ برس جیتا رہا اور اس نے ساٹھ کتابیں لکھیں جن میں سے بعض اس کی موت کے بعد شائع ہوئیں۔

(لندن میں جان بنین کی قبر)

31 اگست 1688 کو خداوند کا یہ عظیم خادم انتقال کر گیا۔ شہر بیڈفورڈ میں بنین کی یادگار میں ایک مجسمہ نصب کیا گیا جس کا نقشہ اس طرح ہے کہ بنین کھڑا منادی کر رہا ہے اور اس کے نیچے اُس کی اپنی تصانیف میں سے اس مضمون کا ایک اقتباس کندہ ہے کہ مسیح کے خادم کو کیسا ہونا چاہئے۔

مسیحی نے ایک بزرگ کی تصویر دیوار پر آویزاں دیکھی۔ اُس کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی تھیں۔ کتاب مقدس اُس کے ہاتھ میں تھی اور سچائی کی شریعت اُس کے ہونٹوں پر لکھی تھی۔ وہ دنیا کی طرف پیٹھ کئے کھڑا تھا، اور سر پر سونے کا تاج تھا، اور کھڑا بھی اس انداز سے تھا کہ گویا اپنے سامعین سے کچھ بہ منت کہہ رہا ہے۔